ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ فروری ۱۹۶۲ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ماہِ صیام

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ

الٰہی شکر ترا، پھر مہِ صیام آیا
مہِ صیام نہیں، عید کا پیغام آیا
ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اس کی
اسی مہینے میں اللہ کا کلام آیا
گھڑی وہ کیسی مبارک تھی کُل جہاں کیلئے
حرا میں عرش سے اقرا کا جب پیام آیا
جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دنیا
تو زندگی کے لئے آخری نظام آیا
مَیں اس پہ بھیجوں دُرُود و سلام کس منہ سے
کہ جس کے نام خود اللہ کا سلام آیا
ہے زندگی تو اسی کی جو مر مٹا دیں پر
وہی ہے کام کا، اسلام کے جو کام آیا
ہو نفخ صور تمہارے لئے صدائے رحیل
ہو جاں بلب بھی تو کہہ دو ابھی غلام آیا

نبیؐ سے ملتے ہی اسلام کی سپر تھا وہی
جو بن کے کفر کی شمشیرِ بے نیام آیا

○

نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسد ملتانی

نیا ملک ہم کو دیا ہے خدا نے
کہ ہو اس میں جاری نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں سے جو قرآن کا نور چمکے
ہو دنیا میں روشن مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دکھائیں اخوّت کا ایسا نمونہ
کہ ہر دل پہ ہو نقشِ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷	۳ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ر فروری ۱۹۶۲ء	شمارہ ۱۴

محکمہ تعلیم و محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

اداریہ

عرب قومیں نظر بد کی شکار ہوگئیں

عرب قوم ایسی بلند قوم تھی کہ زمانہ جاہلیت میں باوجود شراب - قمار - خانہ جنگی اور بدامنی کا شکار ہوئے - اور باوجود بیسیوں اخلاقی کمزوریوں اور مشرکانہ اسلام و رواج کی پابندی کے چند ایسی خصوصیات کی حامل تھی - کہ دنیا میں بہت کم اقوام اس کی نظیر پیش کرسکتی ہیں - مہمان نوازی - حق گوئی و بیباکی ایفا و عہد شمشیرزنی - تیراندازی - صیف و شتاء کے سفروں کی عادت - جفاکشی - استقلال و استقامت - سادگی وفاشعاری زور کلام اور فصاحت و بلاغت ان کی خصوصیات تھیں - اور غالباً اسی لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان کو اپنے آخری نبی سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور بلا واسطہ شاگرد بننے کے لئے منتخب فرمایا - بات بھی یہی ہے کہ ایسی قوم جس کو اپنے اصول سے موڑنا آسان کام نہیں ہوتا - وہ حق کو قبول کرے - تو پھر وہ ساری دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہوسکتی ہے - چنانچہ جزیرۃ العرب نے مسلمان ہوکر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خدمت شروع کی تو وسائل و ذرائع کی کمی بلکہ فقدان کے باوجود وہ تمام دنیا پر غالب آگئے وہ حکمران بنے - اولیاء بنے - قاضی و مفتی بنے - سپہ سالار و فاتح بنے - جہانگیر و جہانباں بنے - معلم اخلاق اور داعی عدل و انصاف بنے - غرضیکہ عربوں اور صرف عربوں نے ربع مسکون (آباد دنیا) کے اکثر حصہ کو صحیح انسانیت سے روشناس کیا اور یہ سب برکت تھی - آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اسوۂ سے والہانہ محبت کی - مگر جب سے یہ تعلق کمزور ہونا شروع ہوا - انتہی ہی رجعت قہقری ہوتی گئی - حتی کہ آج سے تین سو سال قبل وہ باوجود اس کے کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے - متفرق و پراگندہ ہوگئے دشمنوں کو ان میں ریشہ دوانیوں کا موقعہ ملا وہ گرتے گرتے اسفل السافلین میں جا پہنچے - ایک آدھ ملک کے سوا سب اغیار کے اقتدار کے شکار ہوگئے

نشأۃ ثانیہ

اس کے بعد عام قانون قدرت کے مطابق پھر انقلاب شروع ہوا - (وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ) مسلم اقوام میں بیداری کے اثرات رونما ہوئے - عربوں نے بھی کروٹ لی - اور ہوتے ہوتے تقریباً سارے ممالک آزاد ہوگئے - اگرچہ سعودی عرب پر امریکہ کا اثر تھا - کیونکہ وہاں امریکہ سے پٹرول کی وجہ سے اربوں روپوں کا لین دین رہتا تھا -

اردن اور عراق شریف حسین (سابق گورنر مکہ) کی اولاد کے قبضہ میں تھے - جن کی مہربانی سے معاہدہ بغداد وجود میں آیا تھا - عراق تمام عرب ممالک کی مرضی کے خلاف معاہدہ بغداد میں شامل رہا

کچھ عرصہ کے بعد عراق میں انقلاب آیا - اور شاہی خاندان سے عوام نے پیچھا چھڑایا اب یہ کانٹا اردن میں رہ گیا ہے - شام نے مصر سے وفاق قائم کرلیا - اور مصر نے فرانس برطانیہ اور یہود کے مشترکہ حملے میں سب کے دانت کھٹے کرکے عالم اسلام ہی نہیں تمام اقوام میں نام حاصل کیا - مسلمانان عالم کے سر فخر سے اونچے ہوگئے - اور عربوں نے کیا افریقہ اور کیا ایشیا سب جگہ زندگی کا ایسا ثبوت دیا - کہ خیر القرون کی یاد تازہ ہوگئی اب صدر ناصر دنیائے کفر کے سینے پر مونگ دل رہا تھا - اور سب اس کے خلاف دانت پیس رہے

(باقی صفحہ ۶ پر)

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دعا

عن سعدؓ بن ابی وقاص قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علمنی کلاما اقولہ قال قل لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ رب العلمین لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم قال فھؤلاء لربی فما لی فقال قل اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وعافنی (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ بن وقاص کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ مجھ کو کوئی نیک کام بتا دیجئے کہ اس کو میں پڑھتا رہوں آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ رب العلمین لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ پڑھا کر اس نے کہا یہ تو خدا کے لئے ہوا اب میرے لئے بتایئے (کہ میں کس طرح دعا کیا کروں) آپ نے فرمایا۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی وعافنی پڑھا کر

تسبیح وغیرہ کی فضیلت

عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی شجرۃ یابسۃ الورق فضربھا بعصاہ فتناثر الورق فقال ان الحمد للہ و سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تساقط ذنوب العبد کما یتساقط ورق ھذہ الشجرۃ (رواہ الترمذیؒ)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے خشک تھے آپ نے اس کی ٹہنیوں پر لاٹھی ماری پتے جھڑ کر زمین پر آ رہے۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے بندے کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

افلاس دور کرنے کا وظیفہ

عن مکحولؒ عن ابی ھریرۃؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانھا من کنز الجنۃ قال مکحول فمن قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا منجا من اللہ الا الیہ کشف اللہ عنہ سبعین بابا من الضر ادناھا الفقر (رواہ الترمذیؒ)

ترجمہ۔ حضرت مکحول ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کر اس لئے کہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔ مکحولؒ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا منجاء من اللہ الا الیہ کہے اللہ تعالےٰ اس سے نقصان کی ستر قسمیں دور کر دیتا ہے۔ اور افلاس اس قسموں سے ایک معمولی قسم ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

عن ابن عمرؓ انہ قال سبحان اللہ ھی صلوۃ الخلائق والحمد للہ کلمۃ الشکر ولا الہ الا اللہ کلمۃ الاخلاص واللہ اکبر تملاء بین السماء والارض واذا قال العبد لا حول ولا قوۃ الا باللہ قال اللہ تعالی اسلم واستسلم (رواہ رزین)

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ عبادت ہے۔ مخلوقات کی اور الحمد للہ کلمہ ہے۔ شکر کا اور لا الہ الا اللہ کلمہ ہے اخلاص کا یعنی دوزخ سے نجات و خلاصی کا اور اللہ اکبر کا ثواب بھر دیتا ہے۔ اس چیز کو جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو کہتا ہے (اللہ تعالےٰ) اس کے جواب میں فرمانبردار ہوا میرا بندہ اور بہت فرمانبردار ہوا

استغفار کا بیان

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ (رواہ البخاریؒ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے خدا کی میں استغفار کرتا ہوں۔ اللہ سے اور توبہ کرتا ہوں اللہ سے اور توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف دن میں ستر بار سے زیادہ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق یکم فروری ۱۹۶۲ء

آج ذکر کے بعد مخدوم و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

رحمتوں والا مہینہ

عرض یہ ہے کہ حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو خوش خبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو بخش دیا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے سڑکوں پر ذکر کرنے والوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو وہ دوسرے فرشتوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ آؤ جس چیز کی ہم تلاش کر رہے تھے وہ یہاں ہو رہی ہے۔ وہ فرشتے ان پر گھیرا ڈال کر ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے ہوئے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں — اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے لیکن فرشتوں کی گواہی لینے کے لئے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! وہ تیری بزرگی اور تعریف بیان کر رہے ہیں۔ تیرا ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ پائیں تو پھر ان کی کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ اگر وہ آپ کو دیکھ پائیں تو اور شدت سے تیری عبادت شروع کر دیں اور تیری بزرگی اور تعریف بہت زیادہ بیان کریں

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کیا چیز مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ پائیں۔ تو پھر ان کی کیا حالت ہو۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ اگر وہ جنت کو دیکھ پائیں تو ان میں جنت کو حاصل کرنے کی اور زیادہ حرص پیدا ہو۔ اور وہ اس کو طلب کرنے کی اور زیادہ کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ پائیں تو پھر ان کی کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! اب تو بن دیکھے اتنا ڈرتے ہیں اگر دیکھ پائیں۔ تو دوزخ سے اور زیادہ بھاگنا شروع کر دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے ان تمام کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ! ایک آدمی کسی کام کی غرض سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ذکر کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی خالی نہیں جاتے۔ (رواہ البخاری)

اللہ تعالیٰ میرے احباب کو ہر جمعرات کو مرتے دم تک مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ذکر کو قبول فرمائے اور ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

رمضان شریف کی وجہ سے آج کچھ عرض کرتا ہوں:۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور وہ ایماندار ہو اور ثواب کی خاطر رکھے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

رمضان شریف کے مہینے میں ہر نیکی کا بدلہ بڑھا دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ہر نیکی کا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ مگر روزہ صرف خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ یعنی روزے کا بدلہ میں ہوں۔

جس کا اللہ تعالیٰ ہو جائے اس کو سب کچھ مل گیا۔ وہ دوزخ میں جا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار کھانا پینا اور عورتوں سے ملنا فقط میرے لئے چھوڑتا ہے۔ اس لئے اس کا بدلہ میں ہی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک تو افطاری کے وقت۔ دوسری جب اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ملاقات کرے گا۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم

سب کو روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (روٹی نہ کھانے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ قیمتی اور محبوب ہے روزہ جہاد ہے۔ جب کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ عورتوں سے میل جول کرے اور نہ شور وغل کرے اور نہ کسی سے لڑے۔ اگر کوئی لڑے تو کہہ دے کہ آج میرا روزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ مہینہ رمضان المبارک کا بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس کے روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ شیطانوں اور جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے اس مبارک مہینہ میں ایک بہت برکت والی رات ہے۔ جو ہزار راتوں سے بھی افضل ہے پس جو اس رات سے محروم رہا اس نے کچھ نہ پایا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اور میرے روزے قبول فرمائے۔ اور ہماری مغفرت فرمائے۔ (آمین!) اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کو بھی ہدایت عطا فرمائے جو مجھے وہابی (بے ایمان) کہتے ہیں۔ چونکہ میں یتیموں کا مال ختم شریفوں میں جاکر نہیں کھاتا اس لئے مجھے مولوی وہابی کہتے ہیں۔ جو کوئی مر جاتا ہے تو بیوہ عورت کو کہا جاتا ہے کہ آپا جی! ۱۵ روپے کے نان ۸ روپے کا حلوہ ۵ روپے کے سنگترے اور اڑھائی روپے کے پھول لانے ہیں۔ مولوی آئیں گے ختم شریف ہوگا اور مولوی کھائیں گے۔

یاد رکھو کہ یتیموں کا مال کھانا حرام ہے۔ اور یہ تیجا شریف ساتا شریف، چالیسواں شریف سب اسلام کے خلاف ہے۔ کل کو اگر تم رات کو زنا کرو اور کہو کہ رات رنڈی شریف آئی تھی۔ زنا شریف کیا تھا تو کیا تمہارے منہ پر جوتا نہ ماریں گے کیا تمہارے **شریف** لگانے سے جائز ہو جائے گا؟

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

میں اپنی جماعت کے لئے خاص دعا کرتا ہوں اور میں نے پچھلے سال مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس پر اپنی جماعت کے لئے خاص دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کے مردوں اور عورتوں کو استقامت عطا فرمائے۔ اور سب گناہ معاف فرما کر جنت میں پہنچائے اور دوزخ سے بچائے (آمین یا الٰہ العالمین!)

اعلان

قارئین کرام کو اس بات کا علم ہے کہ نماز تراویح کے اہتمام کی وجہ سے رمضان المبارک کے مہینہ میں

مجلس ذکر

کا انعقاد نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک ماہ تک اس عنوان کے تحت حضرت مولانا کے ارشادات گرامی ہدیۂ قارئین نہ ہوسکیں گے۔

رمضان المبارک کے بعد دوبارہ مجلس ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ۸ مارچ ۱۹۶۲ء کو منعقد ہوگی۔ اور حضرت مولانا کی تقریر ۹ مارچ ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں پیش خدمت ہوگی۔ ادارہ

بقیہ اداریہ۔ صفحہ ۳ سے آگے

نظر بد

آہ کہ یہ حال زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا۔ ان اصلاحی مساعی کے ساتھ تہذیب مغرب اور تقلید یورپ سے اجتناب اور احکام اسلام کی پابندی بھی شامل ہوتی تو یہ حالت روبترقی اور بابرکت ہوتی مگر ایسا نہ ہوسکا اس لئے نتیجہ بھی اتنا صاف نہ رہا۔ آخر کار اغیار کی ریشہ دوانیاں کام کرگئیں اور عربوں کو نظر بد کا شکار ہونا پڑا۔

شام نے بغاوت کرکے مصر سے الحاق کو ختم کردیا۔ عراق نے شریف حسین کی اولاد سے چھٹکارا حاصل کیا۔ مگر روس کا حلیف ہوکر صدر ناصر کا رقیب سا بن گیا۔ اردن کی ناک میں اغیار کی نکیل پڑی رہی سعودی عرب کے تعلقات مصر سے بنتے بگڑتے رہے جو اب پھر بگڑے ہوئے ہیں۔ لبنان میں اغیار نے بغاوت کرائی جو مشکل سے دبائی گئی۔ یمن کو ناصر کے دور رس نگاہ نے تاڑ لیا تھا کہ یہ سامراجیوں کے قریب ہے۔ اس لئے اس کا الحاد خود توڑ دیا۔ اور آج اس نے شام سے تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ افریقہ کے عرب ممالک میں باہمی قرب ہے اور الجزائر مراکش ٹیونس اور مصر سب ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں۔ لبنانی کو بھی مصر سے ہمدردی ہے۔ عراق پہلے ناصر کا رقیب تھا۔ مگر اب ناصر نے کویت کے مسئلہ میں برطانیہ کے مقابلہ میں عراق کی ہمدردی اور امداد کا اعلان کیا ہے۔ اس لئے اب عراق اور مصر کی وہ دوری بھی باقی نہ رہے گی بہرحال ایک طرف یہ آزاد خیال سامراج کا دشمن فریق ہے۔ دوسری طرف شام یمن سعودی عرب اور اردن ایک دوسرے سے مل چکے ہیں۔ خدا کرے عرب لیگ ان کو آپس میں جوڑے رکھے ایک اور چیز ہے۔ جو ان عربوں کو آپس کی تیز مخالفت سے روکے رکھتی ہے۔ وہ فلسطینی یہودیوں کا وجود اور عرب مہاجرین کا مسئلہ اور ساتھ ہی الجزائری حریت پسندوں پر مظالم ہیں۔

اس لحاظ سے عرب ممالک کو اگرچہ نظر بد لگ گئی ہے۔ مگر پھر بھی وہ ««

»» عالم اسلام کی نسبت اس وقت ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔

اور اگر وہ سامراجیوں کی چالوں کی سخت نگرانی کرتے ہوئے اسلامی اخوۃ کے رشتہ کو مضبوط کرنے کی طرف نہ بڑھیں تو وہ خطرناک خانہ جنگی سے دوچار ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۶۲ء

ازجناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

روزہ کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کی گئی ہے جیساکہ پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا

گزشتہ دعویٰ کا ثبوت ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ - اے ایمان والو - تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں - جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے تھے - جو تم سے پہلے تھے -

انسانوں کو روزہ رکھانے میں ہمارا مقصد یہ تھا

قولہ تعالیٰ (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ - تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ -

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس چیز کی مخالفت کی جائے - تم اس چیز سے پرہیز کرنے کے عادی بن جاؤ -

روزہ کے متعلق دوسرے احکام الٰہی ملاحظہ ہوں

پہلا حکم

قولہ تعالیٰ (اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ)

ترجمہ - گنتی کے چند روز

کیونکہ سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں - اور رمضان شریف کے زیادہ سے زیادہ تیس دن ہوتے ہیں - لہذا رمضان شریف کے دنوں کی تعداد سال کے دنوں کے مقابلہ میں چند دن ہی بنتی ہے -

دوسرا اور تیسرا حکم

قولہ تعالیٰ (وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ - پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو - تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے

یعنی

دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر رمضان شریف کے گزشتہ دنوں کی گنتی پوری کردے -

چوتھا حکم

قولہ تعالیٰ (وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ - اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں - فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا -

اس طعام مسکین سے مراد صدقہ فطر ہے

روزہ کے متعلق احادیث مبارکہ

پہلی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. متفق علیہ

ترجمہ - (حضرت) ابوہریرہؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جب رمضان (شریف) داخل ہوتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں - اور ایک روایت میں ہے - بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں - اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے - اور ایک روایت میں ہے - رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں

دوسری حدیث شریف

سہل بن سعد سے روایت ہے - کہا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - بہشت کے آٹھ دروازے ہیں - ان میں ایک دروازے کا نام ریّان ہے - اس دروازے سے سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا - (متفق علیہ)

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا

وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
متفق علیہ۔

ترجمہ۔ (حضرت) ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص رمضان (شریف) کے روزے رکھے گا درآنحالیکہ اس میں ایمان بھی ہو۔ اور طلب ثواب کی خاطر رکھے گا اس نے اس سے پہلے جو گناہ کئے تھے۔ سب بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص رمضان (شریف) کی رات کو قیام کرے گا۔ بشرطیکہ دل میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دئیے جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کی رات کو کھڑا ہوگا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوا اس کے پہلے گناہ بخش دئے جائینگے

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے۔ صرف میری رضا کے لئے اور میں اس کی جزا دونگا اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت۔ اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مونہہ کی بو خدا (تعالیٰ) کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے۔ اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے (بخاری ومسلم)

روزہ کو پاک رکھو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (رَوَاهُ الْبُخَارِیْ)

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے (یعنی روزہ میں) پس خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی چھوڑ دے اپنا کھانا پینا

غم دور کرنے کا وظیفہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے معمولی بیماری غم ہے۔

لا حول ولا قوۃ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِیْ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایک کلمہ، جو اترا ہے عرش کے نیچے سے اور جنت خزانہ ہے (اور وہ یہ ہے) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جس وقت کہتا ہے بندہ (اس کو) فرماتا ہے خداوند تعالیٰ (اس کے جواب میں) اطاعت گزار بندہ میرا یا نجات پائی میرے بندے نے اور فرمانبردار ہوا یا سپرد کر دیئے اس نے تمام کام خدا کی طرف۔

احکامِ رمضان المبارک

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی جامعہ اشرفیہ سکھر

روزہ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے تیسرا رکن ہے اور انسان میں ملکوتی صفات پیدا کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے تمام نفسانی اور شیطانی خواہشات کا قلع قمع کرنے کے لئے تیغ برّاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ بندہ کو خدا سے مقرّب کرنے اور روحانیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ گناہوں کی آگ اس سے بجھ جاتی ہے۔ خواہشات و جذبات میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ رذائلِ خبیثہ کی بیخ کنی کرکے اخلاق فاضلہ پیدا کر دیتا ہے۔ مصائب جھیلنے کی مشق ہوتی ہے۔ بھوک پیاس برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مباحات کو ترک کرنے کی مشق کرکے حرام و ناجائز چیزوں کے ترک کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ حکمِ ربّانی کی اطاعت پر ہمت بندھتی ہے۔ بھوک و پیاس کا عملی تجربہ کرکے غریبوں اور بیکسوں کی امداد و اعانت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ غم خواری اور خیر خواہی پر قلوب آمادہ ہوتے ہیں۔ شہوات اور خواہشات کی بھٹی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ نفسانی قوتوں میں انکسار اور اضمحلال پیدا ہو کر نفس پر کنٹرول کرنے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ پرہیزگاری اور عفت و پاک دامنی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اور سب سے بڑی دولت یہ نصیب ہوتی ہے کہ ایمانی مراتب و مدارج میں ترقی ہو کر قربِ خداوندی نصیب ہوتا ہے۔ اسی لئے ارشاد ہے:۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ترجمہ:۔ روزہ خالص میرے لئے ہے۔ میں خود اس کا اجر دوں گا۔

(حدیث قدسی۔ بخاری شریف)

غور فرمائیے کہ عبادات تو سب کی سب خدا ہی کے لئے ہوتی ہے اور اجر بھی دربارِ خداوندی ہی سے ملتا ہے۔ مگر روزہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے اجر و ثواب میں ملائکہ مقربین اور جزا پہنچانے والے فرشتوں کا بھی دخل نہ ہوگا۔ براہِ راست دستِ خداوندی سے اجر ملے گا۔ اور روزہ داروں کے لئے جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے۔ جس کا نام ہی باب الریّان ہے۔ (روزہ داروں کی ہر قسم کی پیاس بجھانے والا) اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہونگے ان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔

مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری و مسلم)

روزہ ہی کی یہ برکت ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جنت کے کھول دئے جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف) اور محض رضائے الٰہی اور حصولِ ثواب کی نیت سے روزہ داروں کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری و مسلم) اور اسی ماہِ مبارک کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس مہینہ میں نفلی کاموں کا ثواب فرضوں کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے (بیہقی) اور روزہ ہی وہ عبادت ہے جو دنیا میں تو معاصی اور گناہوں کے مقابلے میں ڈھال کا کام دیتا ہے اور آخرت میں نارِ دوزخ کے لئے سپر بن جاتے گا۔

(اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ) (بخاری)

روزہ داروں کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ (بخاری) یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں اور امتوں پر ہمیشہ روزہ فرض رہا ہے۔

(بیضاوی شریف ص ۱۲۸)

آج جبکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے علاوہ دیگر انبیاء کی تعلیمات دنیا سے یا تو مٹ چکی ہیں یا مسخ ہو کر ان کی اصل صورت و شکل بگڑ چکی ہیں۔ مگر پھر بھی ہر مذہب و ملت میں روزہ کی مختلف شکلیں رائج چلی آ رہی ہیں اور مذاہب عالم کے تذکرے روزہ کی تاریخ سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں روزہ کی روح اور حقیقت باقی نہیں رہی تھی۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے منشاء اور مرضی کے مطابق روزے کے قوانین اور حدود متعین فرما کر انسانی فطرت کے لئے اس کو زینت و زیور بنا دیا ہے۔ تاکہ روح انسان کو اس کے ذریعہ مجلّٰی و مصفّٰی کیا جا سکے۔ اور قلب و روح کو پاک و مطہر بنایا جا سکے۔

روزہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس میں کسی قسم کی ریا اور نام و نمود کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ باقی تمام عبادتیں مخلوق پر آشکارا ہو جاتی ہیں مگر روزہ ایک ایسا سربستہ راز ہے کہ جس کو عابد و معبود اور روزہ دار و خدا کے علاوہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ وہی علیم و خبیر ہے اسی کو علم ہے کہ کون روزہ دار

ہے اور کون نہیں۔ اور پھر کھانا پینا چھوڑ کر انسان تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو) کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور سال بھر میں ایک مہینہ کی مدّت بھی تو کوئی ایسی لمبی چوڑی مدت نہیں ہے کہ جو اللہ کے مخلص بندوں کے لئے بار ہو سکے۔ اسی لئے تو قرآن پاک نے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ط (گنتی کے چند دن) کہہ کر ان کی سہولت اور آسانی کی بشارت دی ہے۔ کہ تم چند دنوں کی ہمت تو کرو پھر دیکھو اللہ تعالےٰ کس طرح پورا کرتے ہیں۔ پھر یہی نہیں بلکہ اگر آدمی بیمار ہو یا سفر میں ہو قضا کرنے کی سہولت عطا فرما کر مزید شفقت فرمائی گئی ہے۔

ہمارے فقہائے کرام نے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر جو قوانین تیار کئے ہیں اور جن کو شریعت کہتے ہیں ان میں سے چند ضروری مسائل اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں تاکہ ہمارے روزے کامل اور مطابقِ سنت ہو سکیں۔

چاند کے احکام

(۱) رمضان شریف کا چاند دیکھنا واجب ہے۔ اگر مطلع صاف نہ ہو تو ایک دیندار مسلمان کی شہادت بھی کافی ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت

۲۔ اگر مطلع صاف ہو تو پھر اتنی بڑی جمعیّت کی گواہی ضروری ہے کہ ان کے سچ بولنے پر یقین کلّی ہو جائے۔ مگر عید کے چاند کے لئے ضروری ہے کہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو کم از کم دو دینداروں کی شہادت ضرور لی جائے۔

۳۔ اگر کسی ایک شہر میں چاند نظر آ جائے اور دوسرے شہر والوں کو اس کی اطلاع شرعی طریقہ پر مل جائے تو ان پر بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور یہ گواہی ان کے لئے بھی حجّت شمار ہو گی۔

۴۔ چاند دیکھنے پر خود گواہی دے کہ میں نے اپنی آنکھ سے چاند دیکھا ہے یا دیکھنے والوں کی شہادت دے کہ میرے سامنے فلاں شخص نے اپنا چاند دیکھنا بیان کیا ہے یا فلاں حاکم کے روبرو یا عالم کے روبرو اس نے میرے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دی ہے یا کسی حاکم و قاضی کے فیصلہ کی گواہی دے۔ کہ میرے سامنے فلاں حاکم و قاضی نے رویت ہلال قبول کرکے رمضان کا فیصلہ کیا ہے اور یہ آدمی دیندار ہو۔ اور مطلع صاف نہ ہو تو اس کی ایک شہادت سے بھی رمضان کی رویت کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

۵۔ عادل اور دیندار ہونے کی شرط صرف ایک شہادت کے لئے ہے۔ البتہ اگر جمِ غفیر شہادت دے رہا ہو تو خبر متواتر کے لئے عدل کی بھی شرط نہیں۔ اگر عالم، مفتی یا قاضی کو ان سب کی شہادت پر اطمینان ہو جائے تو چاند کا فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔

۶۔ اگر باہر سے چند آدمی آ کر یہ اطلاع دیں کہ فلاں شہر میں حاکم و قاضی کی طرف سے رمضان کا اعلان ہوا ہے۔ اور اس جگہ کے کثیر افراد نے چاند دیکھا ہے یا مختلف مقامات سے متعدد ایسی اطلاعات آ جائیں کہ جس پر قاضی و مفتی کو اطمینان کلّی ہو جائے تو وہ اس خبر استفاضہ کو قبول کر کے رمضان کا اعلان کر سکتے ہیں۔ مگر اطمینان عالم و مفتی کا ہی معتبر ہے۔ عوام کا نہیں

۷۔ اگر باہر سے چند ایسے خطوط آ جائیں۔ جن کی تحریر کو قاضی یا مفتی پہچانتا ہو۔ اور کوئی شک و شبہ نہ رہے تب بھی چاند کا فیصلہ دے سکتا ہے بشرطیکہ ان تحریروں میں یہ لکھا ہو کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے یا میرے سامنے فلاں فلاں دیکھنے والوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی ہے۔

۸۔ تار میں چونکہ دھوکہ اور غلطی کا احتمال ہے اور چونکہ اس میں تحریر پہچاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے تار کی اطلاع حجّتِ شرعیہ نہیں ہے البتہ اگر تار اس کثرت سے آئے ہوں کہ جن سے غلبۂ ظن ہو جائے۔ اور ان میں شرعی الفاظ کے ساتھ شہادت ہو تو اطمینانِ قلب کے بعد قاضی و مفتی فیصلہ دے سکتا ہے۔ عوام نہیں دے سکتے۔

۹۔ ٹیلیفون پر اگرچہ آواز پہچان لی جاتی ہے مگر چونکہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے اور حجاب مانع شہادت ہے۔ اس لئے ٹیلیفون کی شہادت معتبر نہ ہو گی۔ ہاں اگر ٹیلیفون بھی اس کثرت سے آ جائیں کہ وہ استفاضہ کی شکل اختیار کر جائیں اور ان سب کی آواز بھی پہچان لی جائے۔ اور قاضی و مفتی کو بھی اطمینان ہو گیا ہو تو وہ قبول کر سکتے ہیں۔

۱۰۔ اگر کسی شخص نے تنہا چاند دیکھ لیا ہے اور حاکم و قاضی نے اس کی شہادت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس کے ذمہ تب بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ مگر اپنی رویت کی بنا پر اکیلا عید نہیں کر سکتا۔ سب کے ساتھ عید کرنا ضروری ہے۔

۱۱۔ چاند گرہن سے رمضان کے چاند کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ چاند گرہن چودھویں شب میں ہو خواہ پندرھویں شب میں اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شہادت کے اصول پر ہی فیصلہ معتبر ہو گا۔

۱۲۔ ایک شہر میں چاند نظر نہ آوے تو دوسرے شہر میں آدمی بھیج کر خبریں منگانا واجب نہیں ہے البتہ اگر اطمینان کے لئے کوشش کر لی جائے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

۱۳۔ اگر ایک آدمی کی شہادت

پر رمضان کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اب تیس دن پورے ہو جانے کے بعد بھی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو اگر بادل یا غبار ہو تو پہلی شہادت کا اعتبار کرتے ہوئے عید کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور اگر مطلع صاف ہو تو چونکہ پہلی شہادت مشکوک ہو گئی ہے اس لئے عید کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

۱۴۔ شک کے دن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ نصف النہار شرعی تک انتظار کرنا مستحب ہے۔ اگر کوئی خبر نہ آوے تو روزہ کھول دیں اور اگر شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو نیت کر لیں۔ البتہ اگر کوئی شخص جمعہ، جمعرات، دوشنبہ وغیرہ کے روزے رکھنے کا عادی ہو یا قضا و کفارہ کے روزے رکھ رہا ہو تو وہ شک کے دن بھی روزہ رکھ سکتا ہے

۱۵۔ اگر تیس تاریخ کو دن چاند نظر آ جائے خواہ زوال سے پہلے یا زوال کے بعد تو وہ چاند گذشتہ رات کا شمار نہیں کیا جائے گا۔ اور اس چاند کی وجہ سے اس دن میں رمضان یا عید کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

۱۶۔ اگر دوربین یا خوردبین سے چاند دیکھ لیا گیا تو دیکھنے والے شہادت دے سکتے ہیں۔

۱۷۔ ایسے ہی اگر ابر کی وجہ سے چاند صاف نظر نہیں آ رہا ہے مگر پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہے یا آئینہ اور شیشہ میں نظر آ رہا ہے تو معتبر ہوگا۔

۱۸۔ جنتریوں کی لکھی ہوئی تاریخوں پر اعتماد نہیں ہوگا۔ رویت ہلال کے بعد رمضان و عید کا اعتبار ہوتا ہے۔

۱۹۔ ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنے کی سعی کرنا واجب علی الکفایہ ہے اگر بستی کے بعض آدمی کوشش کریں تو سب کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا۔ ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اور ۲۹ رجب کو رمضان کی سہولت کے لئے کوشش کرنا مستحب ہے۔

روزہ کی قسمیں

روزہ کی چھ قسمیں ہیں

۱۔ **فرض**:۔ رمضان شریف کے روزے اور ان کی قضا فرض ہے

۲۔ **واجب**:۔ نذر معین، نذر غیر معین اور ہر قسم کے کفارے کے روزے واجب ہیں۔ رمضان میں بالغ ہونے والے، مسلمان ہونے والے، حیض و نفاس سے پاک ہونے والی عورت اور سفر سے گھر آ جانے والوں پر باقی سب دن کھانے پینے سے رُکنا واجب ہے۔

۳۔ **سُنّت**:۔ ۹۔۱۰ محرم، ۱۵ر شعبان، ۹ ذی الحجہ اور ہر مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے سنّت ہیں۔

۴۔ **مستحب**:۔ شوال کے چھ شروع ذی الحجہ کے نو۔ ہر جمعرات اور ہر پیر کے روزے مستحب ہیں

۵۔ **مکروہ**:۔ عمر بھر کے مسلسل روزے، سنیچر، دیوالی، نوروز وغیرہ، اور ان ایام کے روزے جن میں اہل کتاب یا اہل ہنود وغیرہ برت رکھتے ہیں مکروہ ہیں۔

۶۔ **حرام**:۔ عید، بقرعید کے دن اور ۱۱ر ۱۲ر ۱۳ر ذی الحجہ کو روزے رکھنا حرام ہیں۔ حیض و نفاس کے زمانہ میں بھی عورت کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

رمضان شریف کا روزہ

۱۔ ہر مسلمان عاقل، بالغ، مرد اور عورت پر تمام رمضان کے روزے فرض ہیں اور بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کرنا حرام ہیں۔

۲۔ روزہ کا مذاق اڑانا، روزہ کی فرضیت کا انکار کرنا کفر ہے

۳۔ بلا ضرورت صرف روزہ چھوڑ دینے کی نیّت سے سفر کرنا یا بیمار بن جانا جائز نہیں ہے۔

۴۔ اچھا خاصا تندرست آدمی یا وہ بیمار جس کے تندرست ہونے کی امید ہو کفارہ دے کر روزہ سے بری نہیں ہو سکتا قضا واجب ہوگی۔

۵۔ محض خوشی منانے اور اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کے لئے چار چار، پانچ پانچ سال کے بچوں سے روزہ رکھوانا ممنوع ہے۔ ماں باپ گنہگار ہوتے ہیں۔

۶۔ البتہ جو بچے سمجھدار ہوں اور روزہ کا تحمل کر سکیں۔ ان کو عادت ڈلوانے کے لئے روزہ رکھوائیں تو ماں باپ کو ثواب ملتا ہے۔

۷۔ اگر مرض یا سفر میں روزہ کی وجہ سے تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہو تو ایسے وقت میں روزہ کھول دینے سے گناہ نہیں ہوتا۔

۸۔ اگر افطار و سحر کے اعلان عام کے لئے نقارہ، توپ، گولہ وغیرہ کا بندوبست کیا جائے۔ اور اذان میں مخل نہ ہو۔ اور انتظام متقی و پرہیزگار حضرات کی نگرانی میں ہو تو جائز ہے۔

۹۔ روزہ میں غیبت کرنا چغلی کھانا، جھوٹ بولنا، ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ ان مبارک ایام میں جس طرح نیکی کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اسی طرح معاصی کا گناہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ جس طرح گناہوں سے بچنا ضروری ہے اسی طرح لا یعنی اور فضول باتوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

۱۱۔ جو وقت اور مشاغل ضروریہ سے فارغ ہو کر اس کو کلام اللہ کی تلاوت، درود شریف، کلمہ طیبہ، اور دوسرے اذکار و عبادات میں لگانا چاہئے۔

روزہ کی نیّت

۱۔ روزہ کے لئے صرف دل سے نیّت کر لینا کافی ہے۔

۲۔ البتہ اگر زبان سے کہا

(باقی صفحہ ۱۸)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کراچی

وہ گناہ جن کو لوگ گناہ نہیں سمجھتے

(۲)

نابینا کو راستہ غلط بتا دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی نابینا کو راستہ سے گمراہ کر دے (غلط راستہ پر ڈال دے) زواجر میں۔ اس کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے

تنبیہ۔ کسی ناواقف شخص کو غلط راستہ بتا کر پریشان کرنا، جیسے بعض لوگ دل لگی کیا کرتے ہیں۔ یہ بھی بعید نہیں کہ اس گناہ میں شامل ہو۔

بیوی کو شوہر کے یا نوکر کو آقا کے خلاف ابھارنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے خلاف یا نوکر کو آقا کے خلاف پر آمادہ کرے (یعنی بیوی یا غلام یا نوکر کے دل میں مخالفت و عداوت کے جذبات پیدا کرے یا ان کو تقویت پہنچائے) وہ ہم میں سے نہیں۔ (رواہ احمد)

اسی طرح کسی عورت کے شوہر کو اپنی بیوی سے ناراض کرنا، اور اس کے دل میں بغض پیدا کرنا بھی اسی کے حکم میں داخل ہے۔ اس کو بھی علماء نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور حدیث میں اس کام کو شیطان کا سب سے بڑا کارنامہ بتلایا گیا ہے۔ (مسلم)

جھوٹی گواہی

حدیث:۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز آنحضرت صلی اللہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں تین اکبر کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں میں بھی بہت بڑے گناہ) بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس ارشاد کے وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اس جملہ پر پہنچ کر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا (تیسرا گناہ) جھوٹا قول اور جھوٹی شہادت ہے۔ پھر اسی جملہ کو بار بار فرماتے رہے۔ یہانتک کہ ہم (دل میں) کہنے لگے۔ کہ کاش اب آپ سکوت فرمالیں۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی شہادت تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

جو شخص کسی مسلمان پر ایسی شہادت دے جس کا وہ اہل نہیں اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے۔ (مسند احمد)

تنبیہ۔ اس زمانہ میں جھوٹ اور جھوٹی شہادت ایسی وباء عام کی طرح پھیل گئی ہے کہ عوام تو عوام خواص کو بھی اس سے بچنا مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سے تو مستقل پیشے اور کارخانے ایسے ہیں جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور جھوٹی شہادتوں پر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے کام ایسے ہیں۔ جن کو عموماً لوگ شہادت اور گواہی نہیں سمجھتے اس لئے بے دھڑک اُن میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹری سرٹیفکیٹ بیماری وغیرہ کا، یہ ایک شہادت ہے اس میں خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی شہادت ہے۔

مدرسوں، اسکولوں اور کالجوں کے پرچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے۔ اس میں کسی کو انداز سے بڑھانا یا گھٹانا جھوٹی شہادت ہے مدارس اور کالجوں کی سند و سارٹیفکیٹ میں جو الفاظ کسی طالبعلم کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ واقعہ کے خلاف ہیں تو یہ ایک جھوٹی شہادت ہے۔ جس پر دستخط کرنے میں علماء و صلحاء تک مبتلا ہیں

آج کل کنٹرول اور راشن کے معاملات میں جن مجسٹریٹوں یا اہل محلہ کی سفارش پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ ایک شہادت ہے۔ اس میں خلاف واقعہ لکھنا جھوٹی گواہی ہے میونسپل بورڈ کے ممبروں کے پاس جو جانور ذبح کرنے کے لئے صحت وغیرہ کی تصدیق کے لئے لائے جاتے ہیں، اُن میں سرے گرے بیمار جانوروں کو پاس کرنا بھی جھوٹی شہادت ہے۔ ان رسیدوں، بیعناموں پر دستخط کرنا جن کا معاملہ دستخط کرنے والوں کے سامنے نہیں ہوا، یہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔

اسی طرح رات دن کے کاروبار میں ہزاروں مثالیں ہیں جو شہادت کاذبہ میں داخل اور گناہ کبیرہ اور وعید شدید کی مورد ہیں مگر ہم ہیں کہ شیر مادر کی طرح سب کو حلال جان کر بے فکری سے ان میں مبتلا ہیں۔

اُن میں سے کچھ شہادتیں تو شاید ایسی ہوں جن میں انسان کسی اپنی دنیوی غرض و مجبوری سے مبتلا ہوتا ہے لیکن بکثرت وہ ہیں جو محض گناہ بے لذت اور وبال بے فائدہ ہیں جن میں محض لاابالی اور بے فکری و غفلت سے مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بلاؤں سے بچنے کی توفیق کامل بخشیں، آمین

غیر اللہ کی قسم کھانا

حدیث:۔ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی۔ اُس نے کفر و شرک کا کام کیا۔ (ترمذی)

حدیث:۔ اللہ تعالیٰ اس سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپ (یا بیٹے) کی قسم کھاؤ۔ (جمع الفوائد)

حدیث:- جس شخص نے قسم کھائی کہ اگر فلاں بات اس طرح نہ ہو تو میں اسلام سے خارج ہوں۔ تو اگر اس نے جھوٹ بولا ہے تو وہ ایسا ہی ہو گیا۔ جیسا اُس نے کہا (یعنی خارج از اسلام) اور اگر سچا بھی ہے۔ جب بھی اسلام کی طرف صحیح سالم نہ لوٹیگا۔ (نسائی۔ ابوداؤد)

حدیث کے ظاہری الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن علماء نے دوسری روایات کی بنا پر اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ یہ شخص کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ گو اس پر فتویٰ کفر کا نہ دیا جائے۔ اور معاملہ کفار کا سا نہ کیا جائے۔

جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا

حدیث:- حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ جھوٹ بولنے والے سے بچو کہ جھوٹ اور فجور ساتھ ساتھ ہیں۔ اور یہ دونوں جہنم میں ہیں (ابن ماجہ، نسائی)

حدیث:- جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔ (تخریج الاحیاء)

حدیث:- تین شخص ہیں جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مبغوض ہیں ایک تاجر و سوداگر جو بکثرت قسمیں کھائے، دوسرے مفلس متکبر، تیسرے بخیل احسان جتلانے والا۔

حدیث:- بربادی ہے اُس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے۔ بربادی ہے اس کے لئے، بربادی ہے اس کے لئے۔ (ابوداؤد)

حدیث:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا (انبیاء کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے) کہ گویا ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا چلئے۔ میں ساتھ چلا تو راستہ میں دیکھا کہ دو آدمی ہیں ایک کھڑا ہے ایک بیٹھا ہے کھڑے ہوئے کے ہاتھ میں ایک لوہے کا آنکڑا (مڑی ہوئی درانتی) ہے جس کو وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے، پھر کھینچتا ہے یہاں تک کہ (اس کی باچھ چرتی ہوئی چلی آتی ہے) گردن تک پہنچ جاتی ہے، پھر اس کو نکال لیتا ہے، اور منہ کی دوسری جانب داخل کرتا اور کھینچتا ہے (جس سے دوسری باچھ تمام چر جاتی ہے) اور اتنے عرصہ میں پہلی باچھ پھر اپنی حالت پر آ جاتی ہے۔ پھر اس میں یہ درانتی ڈالتا اور اس کو چیرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے بتلایا کہ یہ شخص جھوٹ بولنے والا ہے۔ قبر میں اس کو عذاب دیا جا رہا ہے اور اسی طرح قیامت تک عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری)

حدیث:- عبداللہ بن جرادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا مومن سے یہ ممکن ہے کہ زنا میں مبتلا ہو جائے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی:-

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ

ترجمہ:- جھوٹ و افتراء وہی لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

حدیث:- عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں چھوٹا بچہ تھا کھیل کے لئے جانے لگا۔ میری ماں نے کہا۔ اے عبداللہ! آؤ ہم تمہیں ایک چیز دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ماں نے کہا کہ چھوارہ، آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتیں تو تم پر جھوٹ بولنے کا گناہ لکھا جاتا۔ (ابوداؤد)

مذکورہ بالا روایاتِ حدیث میں جتنی سخت وعیدیں اور عذاب جھوٹ بولنے والے پر وارد ہوا ہے۔ اور اس گناہ کو ایمان و اسلام کے خلاف قرار دیا ہے۔ افسوس اتنا ہی زیادہ اس میں ابتلاء ہو گیا۔ اور جھوٹ کی کثرت اتنی ہوئی کہ ہر عام و خاص اس میں گھر گیا۔ یہاں تک کہ اس کی بُرائی بھی لوگوں کے قلوب سے نکل گئی، صاف و صریح جھوٹ بولتے ہیں اور پھر فخریہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس طرح جھوٹ بول کر کام نکال لیا۔

اور کسی دنیوی طمع یا خوف میں کوئی مبتلا ہو جائے تو ایک بات بھی ہے۔ مگر زیادہ افسوس اس کا ہے کہ ہزاروں جھوٹ ایسے بولے جاتے ہیں جو محض گناہ بے لذّت و بے فائدہ ہیں۔ نہ اُن سے کوئی ضرورت و حاجت متعلق ہے نہ اُن کے چھوڑنے اور سچ بولنے سے کوئی ادنیٰ ضرر ہے مگر بعض لوگوں کو تو عادت پڑ گئی ہے انہیں یہ امتیاز ہی نہیں رہا کہ ہم نے فلاں کلمہ جو زبان سے نکالا وہ جھوٹ تھا یا سچ اور کسی کو امتیاز بھی ہو تو پروا نہیں کہ اس بیفائدہ کلمہ سے ہم نے اپنے پروردگار اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیا۔

آخری حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ معمولی بات میں بچوں کے بہلانے کے لئے بھی جو کوئی کلمہ خلاف واقع بولا جائے۔ وہ بھی گناہ ہے۔

لوگوں کا راستہ تنگ کرنا

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی منزل کو تنگ کرے، یا راستہ کو بند کرے یا کسی مسلمان کو ایذا پہنچائے (یعنی ایسی جگہ ڈیرہ ڈالے یا ٹھیرے جہاں ٹھیرنے سے چلنے والوں کو تنگی ہو) اس کا جہاد مقبول نہیں۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

حدیث میں جہاد کا ذکر خصوصیت کے لئے نہیں، بلکہ اس لئے کہ ایسے مواقع عموماً جہاد یا حج وغیرہ کے سفروں میں ہی پیش آتے ہیں۔ اور مراد حدیث کی واضح ہے کہ جو راستہ عام لوگوں کے چلنے کا ہے وہاں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر چلنے والوں کے لئے تنگی کا سبب بننا گناہ ہے۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص مسلمانوں کو راستہ کے متعلق کوئی تکلیف پہنچائے (خواہ جگہ تنگ کر کے یا کوئی تکلیف دہ چیز ڈال کر) اس پر مسلمانوں کی لعنت ثابت ہو گئی (جامع صغیر)

آج کل اس سے بھی عام غفلت برتی جا رہی ہے — جامع مسجد کے دروازوں پر عموماً ٹھٹ لگ جاتے ہیں، راستہ چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بازاروں میں، سڑکوں پر بہت سے لوگ خوانچہ فروش اس طرح بیٹھتے ہیں کہ راستہ چلنے والوں کو تنگی ہو جاتی ہے۔ بہت سے لاابالی ویسے ہی سڑکوں میں کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگتے ہیں اسی طرح ریلوے اسٹیشنوں میں راستہ گھیر کر بیٹھ جاتے یا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اسی گناہ میں داخل ہے جس کا بے لذت و بے فائدہ ہونا ظاہر ہے۔ محض غفلت و لاپروائی سے اس میں عام و خاص مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق اجتناب عطا فرمائیں۔

اور جب کہ تھوڑی دیر کے لئے عام راستہ کو تنگ کرنا گناہ ہے تو جو لوگ اپنے مکانات میں راستہ کا کوئی حصہ شامل کر لیتے ہیں جس سے دائمی طور پر راستہ تنگ ہو جائے اس کا گناہ کس قدر سخت اور دائمی ہوگا۔ مگر کوئی پروا نہیں کرتا۔ وباللہ الاعتصام

اولاد میں برابری نہ کرنا

جس طرح کسی کی چند بیویاں ہوں اُن سب میں برابری اور عدل رکھنا واجب اور ضروری ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح داد و دہش وغیرہ میں اولاد میں بھی برابری کرنا ضروری ہے اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا حصہ برابر ہونا چاہئے لڑکی کا آدھا حصہ یہ میراث کا قانون ہے زندگی میں ماں باپ جو کچھ اولاد کو دیں اُن میں سب لڑکے لڑکیوں کو برابر رکھنا ضروری ہے اُس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی لڑکا یا لڑکی علم یا عمل میں، ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں اوروں سے زیادہ ہے تو اس کو کچھ زیادہ دینا جائز ہے۔

(درالمختار۔ اشباہ وغیرہ)

ناپ تول میں کمی کرنا

یہ سخت گناہ ہے۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ کی آیات اس گناہ کی شدت اور وعید کو بیان کر رہی ہیں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ پانچ خصلتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو (تو اُن کے نتائج بد مذکورہ ذیل صورتوں میں بھگتنے پڑیں گے) اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس میں مبتلا ہو، وہ یہ ہیں:۔

۱۔ جب کسی قوم میں فحش و بے حیائی پھیلتی ہے تو اس کی وجہ سے اس پر لعنت اور پھٹکار ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن میں طاعون اور ایسے ایسے درد (امراض) پھیل جاتے ہیں جن کو اُن کے بڑوں نے کبھی نہ دیکھا نہ سنا۔

۲۔ اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو اُن کو قحط اور گرانی گھیر لیتی ہے، خواہ بارش ہو یا نہ ہو، نیز ان پر لوگوں کے مطالبے اور قرضے وغیرہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور ان کے حکام ان پر ظلم کرنے لگتے ہیں۔

۳۔ اور جب کوئی قوم زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کرنے لگتی ہے تو بارش وقت پر نہیں ہوتی اور اگر بہائم جانور نہ ہوتے تو ایسے لوگوں پر کبھی بارش نہ ہوتی۔

۴۔ اور جب کوئی قوم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالےٰ ان پر دوسری قوموں کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں جو اُن کے اموال ناجائز طریق پر چھین لیتے ہیں۔

۵۔ اور جب مسلمان حکام، قرآنی احکام و قانون جاری نہیں کرتے تو مسلمانوں کے آپس میں اختلافات اور جنگ چھڑ جاتی ہے۔

(ابن ماجہ)

تنبیہ:۔ اس حدیث کے الفاظ کو غور سے دیکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے صدق کا آنکھوں سے مشاہدہ ہو جائے آج کل مسلمانوں میں عموماً یہ پانچوں خصلتیں پھیل گئیں تو ان کے وہ نتائج بد جو حدیث مذکورہ میں وارد ہیں وہ بھی عام ہو گئے۔ اور یہی وہ مصائب ہیں۔ جن سے مسلمانوں پر زمین تنگ ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ حدیث کے ایسے کھلے ہوئے ارشادات کے باوجود ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں اور مصائب موجودہ کے دور کرنے کے لئے عقلاء زمانہ طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں اور ان میں جد و جہد کے لئے مشرق و مغرب، زمین و آسمان کو ایک کر ڈالتے ہیں۔ لیکن اُن کے جو اصلی اسباب حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے ازالہ کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی۔ فلا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ۔ ان پانچ خصلتوں میں ایک وہ بھی ہے جس کے لئے یہ عنوان قائم کیا گیا۔ یعنی ناپ تول کی کمی، اس میں یہ نہیں کہ دھوکہ دے کر کوئی خاص مقدار بچا لی جائے بلکہ بالقصد معمولی فرق ماشوں، تولوں یا گرہ، آدھ گرہ کا بھی وہی حکم ہے۔ اسی

لئے قرآن کریم میں ان لوگوں کو مطففین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی شئی طفیف (خفیف) کے لئے خیانت کرنے والے، کیونکہ ناپ تول میں سارا دن کوئی تاجر کمی کرتا رہے تو شاید دن بھر میں آدھ سیر، پاؤ سیر یا آدھ گز، پاؤ گز بچاتے گا۔ یہ ہر مرتبہ ایک شدید کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوا اور گناہوں کے انبار عظیم کے بدلہ میں پاؤ سیر غلہ یا پاؤ گز کپڑا ملا تو کتنی دناءت و خست اور خسارہ و حیرت کی چیز ہے۔ اسی لئے بعض سلف نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ بربادی پھر بربادی ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایک دانہ کے لئے جنت کی نعمتوں کو قربان کریں۔ اور جہنم کا وہ عذاب الیم خریدیں جس سے پہاڑ پگھل جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب بازار تشریف لے جاتے تو دکانداروں کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے کہ ناپ تول میں اللہ سے ڈرو کہ قیامت کے دن مطففین ایسے میدان میں کھڑے کئے جائیں گے جہاں کی شدت کے سبب لوگوں کا پسینہ دریا کی طرح بہتا ہوا ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

اور بعض سلف نے بیان کیا ہے کہ میں ایک مریض جاں بلب کی عیادت کو گیا۔ اس کو کلمۂ شہادت کی تلقین کی۔ اُس نے کہنا چاہا مگر زبان نہ اٹھی۔ کچھ دیر کے بعد اس کو کچھ افاقہ ہوا تو میں نے پوچھا کہ جب میں نے کلمہ کی تلقین کی تم نے کیوں نہ پڑھا۔ اس نے کہا۔ بھائی! ترازو کا کانٹا میری زبان پر رکھا ہوا تھا جس کے سبب میں کلمہ نہ پڑھ سکتا تھا۔ میں نے کہا۔ یا اللہ! کیا تم کم تولا کرتے تھے۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات اکثر ہو جاتی تھی کہ میں زمانہ دراز تک اپنی ترازو کو جھاڑا نہیں کرتا تھا۔ اس میں کچھ فرق پڑ جاتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس

محمد عظمت اللہ صاحب علوی (بہاولپور)

اسلامی روزے کی حقیقت اور اس کی اہمیت

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اسی طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ

اسلام ایک ایسا جامع اور مکمل مذہب ہے۔ کہ اس نے سچی تعلیمات میں کسی قسم کی ترمیم اور قوانین کے اندر تغیر و تبدل کی احتیاج نہیں اُٹھا رکھی۔ اسلام نے دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے صدیوں پہلے جو ضابطہ پیش کیا تھا۔ آج امتداد زمانہ کے باوجود اسی پر قائم و مستحکم ہے۔ اس عرصہ میں سینکڑوں انقلاب آئے ہزارہا فتن رونما ہوئے۔ لاکھوں قوانین بنے اور فسخ ہوئے۔ عظیم الشان حکومتیں تباہی کے گھاٹ اتر گئیں۔ اور عظمت و شوکت کے جلیل القدر علمبردار زمین نے اپنے اندر جذب کر لئے۔ مگر اسلام اپنی اسی شان و شوکت کے ساتھ قدیمی اساس پر جلوہ فرما ہے۔ آپ روزہ ہی کو لیجئے اسلام نے اس کا بلند تخیل ہزاروں برس پہلے پیش کیا تھا۔ جسے ابتدا میں کج فہم عناصر نے زمانہ حال کی طرح خلاف عقل اور مشقت شاقہ سے تعبیر کیا تھا لیکن بالآخر تمام عقلاء کو صداقت اسلام کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ آج عالم کے تمام ماہرین فلسفہ و سائنس عقلاً و فضلاً عقلی و نقلی مشاہدات کے بعد اس امر کے مقر ہیں۔ کہ صحت انسانی کے تحفظ و بقا کے لئے معتدل و منظم فاقہ کشی بے حد ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ایک عرصہ دراز پہلے اس کو فرضیت کا جامہ پہنا دیا تھا۔ تاکہ بنی نوع انسان اتقا کی شعاعوں سے منور کرنے کے علاوہ صحت جسمانی بھی قائم رکھ سکیں۔ بلکہ امراء روزہ رکھ کر غربا کی گرسنگی و تشنگی و دیگر اقتصادی و معاشی تکالیف کا احساس کریں اور ان کے دل میں ہمدردی و معاونت کا جذبہ داعی ہو۔ اور وہ ان کے شریک غم و درد ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ ارکان اسلامیہ میں سے روزہ اہم سمجھا گیا ہے۔ اور دنیا میں بسنے والی ہر قوم نے روزے رکھے۔ ہاں ان کے مقاصد و اغراض جداگانہ تھے۔ کسی نے معبودوں کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھا۔ کوئی معاصی و ذنوب سے برأت حاصل کرنے کے لئے صائم کہلائی البتہ مدعیان توحید نے ہمیشہ جزو مذہب سمجھ کر اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرار دیا۔ مگر ان کے ہاں بھی اشکال و اوقات میں نمایاں فرق نظر آتا ہے حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض میں روزہ رکھتے تھے۔ نوح علیہ السلام صائم الدہر تھے۔ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے۔ اور ایک دن افطار فرماتے۔ عیسیٰ علیہ السلام دو یوم کے تفاوت سے روزہ رکھتے تقریباً تمام انبیاء کرام اور اُن کی امم پر روزہ لازمی و ضروری تھا۔ بعض امم ازالہ مصائب و بسط وکشائش

رزق کی خاطر بھی روزے رکھتیں اور انہیں اپنے لئے واجب و لازم ٹھہرا لیتیں جیسا کہ کتب اسلامیہ میں مذکور ہے۔ کہ نصاریٰ پر فقط رمضان ہی کے روزے فرض تھے۔ سوءِ اتفاق سے ان کا ایک عظیم المرتبت و رفیع الشان بادشاہ کسی مہلک مرض میں جکڑا گیا اور ہر آنے والی ساعت ایک مصیبت کا پیغام دینے لگی۔ وہ اجتماعی طور پر بارگاہ رب العزت میں ملتجی ہوئے۔ کہ اگر ہمارا حکمران صحت یاب ہو جائے۔ تو صیام مفروضہ کے علاوہ ہر سال دس روزہ مزید رکھا کریں گے۔ نصاریٰ کی دعا قبول ہوئی۔ اُن کا بادشاہ صحت یاب ہوگیا اور ان پر دس روزے علاوہ فرض روزوں کے اور مسلط ہو گئے۔ اس کے سوا اور مواقع پر بھی انہوں نے اسی طرح کی مشروط دعائیں مانگی۔ جس سے روزوں کی تعداد تیس سے متجاوز ہوکر پچاس کو پہنچ گئی۔ اب تو وہ ثواب سے عذاب میں متبدل ہو گئے۔ اور ایک گراں بار نظر آنے لگے۔ ان کی ادائیگی میں صدہا حیل و حجت تراشنے لگے۔ یہودیوں میں بھی روزے مروج تھے۔ اور انہوں نے بعض کو غیر معمولی حیثیت دے رکھی تھی۔ یہود صوم کفارہ میں اس قدر محتاط تھے۔ کہ اس روز خورد و نوش تو درکنار ان کے ہاں معمولاً روزمرہ بھی مفسدات میں داخل تھے۔ یہاں تک کہ منہ دھونا۔ کنگھی کرنا۔ تیل لگانا مفسدات میں شامل تھا۔ عاشورہ اور یوم السبت میں اکل و شرب مطلقاً ممنوعات میں شامل تھے۔ افطاری میں فواکہات یا اس قسم کی جزوی اشیاء پر اکتفا کیا جاتا۔ پارسی برہمن مہروز کے روزے رکھتے ہیں۔ اور خورد و نوش میں یہ بھی فواکہات تک ہی محدود رہتے ہیں۔ بابل و نینواں کی قدیم مصری اقوام بھی روزہ کی پابند تھیں۔ مگر وہ اسے معبودوں کے تقرب اور ان کے روبرو عجز و انکساری کا ذریعہ تصور کرتی تھیں۔ یہاں ہند و پاک میں رہنے والے ہنود کے ہاں بھی روزہ کا تخیل موجود ہے۔ جو برت سے موسوم ہے۔ مذکورۃ الصدر تصریحات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی۔ کہ امم سابقہ پہ روزے فرض تھے۔ اور وہ اس بار کی حامل تھیں۔ لیکن وہاں صوم کے مفہوم میں اس قدر فوائد و فضائل مضمر نہ تھے۔ جو اسلامی روزہ میں نمایاں واضح ہیں۔ اس لئے کلام پاک میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ تم پر اے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) امم سابقہ کی طرح فرض کر دیا گیا ہے۔ یعنی یہ مشارکت فقط فرضیت میں ہے۔ باقی تمہارے روزے کی غایت و مقصد حقیقی لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم متقی بن جاؤ کے اسرار پر حاوی کرتا ہے۔

برکات صوم لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کی روشنی میں

روزہ منظم و معتدل فاقہ کشی کا نام ہے۔ جو ازالہ کثافت جسمانی کے علاوہ روحانی حظ و کیف کا موجب ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ عقل و خرد دل و دماغ اور تمام جوارح ایک معتدل نظم میں منسلک ہو جاتے ہیں اور روزہ دار اپنی خواہشات و جذبات پر اس طرح چھا جاتا ہے۔ کہ اس کے بعد معصیت و تمرد کے تصور تک بھی قوت متخیلہ کی رسائی نہیں رہتی۔ سرکشی کی استعداد مفلوج و مجروح ہو جاتی ہے کہ صائم کا قلب انوار و کیفیات روحانی کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور اس کی ہر حرکت قلبی۔ تکبیر و تہلیل کی شکل و ہیئت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے مصداق تو وہی نفوس ہیں کہ جنہوں نے فاقہ کشی کے علاوہ تربیت گاہ روحانی سے بھی اکتساب فیض کیا ہو۔ اور جو محض فاقہ کشی کی صعوبت سے دو چار ہوئے۔ اور وقت پورا کر لیا۔ اور عید منالی۔ اُن کی اجمالی کیفیت یہ ہے کہ ان کو روزہ کے بلند مقاصد سے دور کا بھی واسطہ و تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ مسٹر گاندھی آنجہانی کا یہ نظریہ تھا۔ کہ روزہ جس کو ہندی میں برت کہتے ہیں۔ انسانی عروج و کمال کا بہترین سبب ہے اس سے روح کو تقویت اور عزائم میں استحکام و پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ظلمت کدہ دل میں برق کی طرح نور افشاں ہو جاتا ہے۔ قلب و دماغ کو غیر معمولی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ امریکہ کا مشہور و معروف و پختہ کار ڈاکٹر چیلبتر ایم۔ اے ایم۔ آئی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی اپنی کتاب میں رقمطراز ہے۔ کہ فاقہ کشی بہترین معالجہ ہے۔ بہت سے جسمانی امراض محض اس احتیاط سے دور ہو سکتے ہیں۔ کہ اعتدال و منظم فاقہ کشی اختیار کی جائے۔ اہل حق و تحقیق پہ روشن ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے نماز جو اہم ترین فریضہ ہے۔ روزانہ پانچ وقت ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ اور روزہ سال بھر میں ایک بار۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ نماز غذائے روح اور روزہ اصلاح جسم علاج روح ہے۔ جو لوگ اس فریضہ سے روگردانی کرتے ہیں۔ وہ بہت ہی خسارہ میں ہیں۔ اہل اسلام کے لئے غور کا مقام ہے۔ کہ اگر محض فاقہ کشی انسان کو اس معراج ترقی پر پہنچا سکتی ہے اور آپس میں اس قدر فوائد و فضائل مضمر ہیں۔ تو سبحان اللہ صوم اسلامی کا ذکر ہی کیا۔ جس کے ساتھ دینوی اخروی سعادت و فضیلت بھی ملحوظ ہو۔ گویا صائم دارین میں فائز المرام ہے۔

روزہ اخلاق کو درست کرتا ہے

روزہ انسان کا محسن اکبر و مربی اعظم ہے۔ یہ نفس کی اس قدر گوشمالی و سرکوبی کرتا ہے۔ کہ اس سے اخلاق مہذب و مؤدب اور سفلی و حیوانی جذبات ناپید ہو جاتے ہیں۔ قوت بہیمیہ و شہوانیہ کی تخریب کے ساتھ ملکوتی و قدسی صفات کی تعمیر کرتا ہے۔ عادات و خصائل میں اتنی ہمت و وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی دریدہ دہن طعن و تشنیع اور سب و شتم کا مورد بنائے تو صائم اسی پہ اکتفا کرتا ہے کہ برادر میں روزہ سے ہوں (حدیث)، اس سنجیدہ و شائستہ جواب سے فقط فتنوں کا باب ہی مسدود نہیں ہوتا۔ بلکہ صائم کی زبان بدگوئی و فحش کلامی میں بھی ملوث نہیں ہوتی۔ کیا کوئی

نظام ہے۔ جو فطرت میں اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دے۔ اور اخلاق کو اس درجہ مہذب بنا دے۔ کہ فحش کلامی کا جواب بھی شیریں کلامی سے دیا جائے صائم کی حیوانی و شہوانی قوت اس قدر مغلوب و محکوم ہو جاتی ہے۔ کہ اسے محدود و معلق مقام میں جو چشم غماض کی فتنہ انگیزی سے بھی محفوظ ہو کسی قتالہ عالم دوشیزہ کا حسن جہاں افروز مسحور نہیں کر سکتا۔ اسکی دلکش و رنگین اداؤں کا ناوک قلب کو گھائل و مجروح نہیں کرتا۔ غرضیکہ دنیا کی پُرفتن فضائیں و سحر کاریاں صائم کے دل کو ہرگز نہیں بھاتیں۔ بلکہ بجائے صنعت کے صانع پر اس کی نظر رہتی ہے جو ہر انسان کا اصل مقصد زندگی ہے۔ گویا روزیدار ایک ساکت و صامت مجسمہ ہے۔ جس کی تمام حیوانی قوتیں مسلوب ہوکر روحانی دنیا میں مسجود ملائکہ بن جاتا ہے۔ یہی وہ بلند مقام ہے۔ جہاں صوم کی برکات سے لطف اندوز ہونے والے نفوس قدسیہ جلوہ گر ہیں۔ اور یہی ایسا زور آور حربہ ہے۔ جو فطرت میں عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے

صوم ہر منزل پر صائم کو سکون بخشتا ہے

قال علیہ السلام۔ اَلصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔ (روزہ نصف صبر ہے) فطرت انسانی میں صبر و تحمل ایسا اعلیٰ جوہر ہیں جو رحمتوں و کشادگیوں کے باب وا کرتے ہیں۔ اور ان پر عامل کی مداومت استقامت فوز و صلاح و کامیابی مقاصد حقہ کے لئے یقینی و حتمی ہے۔ صبر کی ناقابل تسخیر و مستحکم تعمیر کے روبرو مصائب کو بھی سرِ عجز رگڑنا پڑتا ہے۔ بلکہ وہی مصائب و مشکلات راحت و سکون سے مبدل ہو جاتے ہیں۔ چونکہ صوم صائم کے لئے ہر منزل پر سکون و راحت کا داعی ہے۔ اس لئے اس ماہ کو شہر الصبر بھی کہا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر انسانی جذبات کی آندھیاں روکنے، خواہشات کی چنگاریاں بلند اور آتش غیض و غضب کے ٹھنڈا کرنے کے لئے دامن صبر سے انضمام کرے تو اس کی زندگی کامیاب ہے۔ اور تمام کامیابیوں سے ہمکنار اور جملہ بشارات کا مصداق ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (

ترجمہ۔ خالق اکبر صابرین کے ساتھ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ یقیناً صابرین پہ شفیق و مہربان ہیں۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (

اس مختصر سی تصریحات کے بعد روزہ کی فضیلت اور اس کی اہمیت ملاحظہ ہو

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اترا۔ جو لوگوں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے۔ جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے

یعنی قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کا نزول لوح محفوظ لیلۃ القدر میں ہوا جو ماہ رمضان کی ایک رات ہے۔ اور اس قرآن مجید لوگوں کی ہدایت تمام دلائل و برہان بیان کئے گئے ہیں۔ اور حق و باطل کو پرکھنے اور ان میں تمیز کرنے کے لئے کھلے کھلے قانون بیان ہو چکے ہیں

قال علیہ السلام (اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنَ الشَّهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ لَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ يَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (ترمذی)

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس وقت ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو شیاطین و سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کے تمام دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور نہ کھولا جاتا ہے۔

- - - - - - - - - - -

اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور بند کیا جاتا ہے۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے: کہ اے طالب۔ اللہ کی طرف متوجہ ہو اور بدکردار اپنے افعال بد سے رُک جا اور اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اس ماہ کی حرمت و عزت کی وجہ سے جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ پکارنا رمضان شریف کی ہر رات ہوتا ہے۔

شیاطین کو اس لئے قید کیا جاتا ہے۔ تاکہ انسان ان کے شر سے محفوظ رہ کر برکات رمضان سے اپنے تہی دامنوں کو رحمتوں اور خدائی عطاؤں کے موتیوں سے بھر لیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس ماہ مبارک میں اکثر و بیشتر نفوس عبادت کی طرف راغب و مائل نظر آیا کرتے ہیں۔ خاص کر ابتدائی راتوں میں تو بہت ہی رونق ہوتی ہے۔ پھر جمعہ جمعرات کو اس سے صاف ظاہر ہے۔ شیاطین محرک اور نفس انسانی مخرب ہوتا ہے۔ شروع میں شوق سے شریک عبادت ہوتا اور پھر مسجدیں خالی رہ جانا یہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ اور عید پڑھنے کے بعد تو ہر ایک اپنی سابقہ روش پر آ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سب کو محفوظ رکھے۔ بعض لوگ جو باوجود قید شیاطین کے نماز روزہ کی پابندی نہیں کرتے بالکل اس طرف توجہ نہیں دیتے اور کھلے بندوں حقہ پانی سگریٹ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی عادتیں بچپن ہی سے لعین دشمن نے معصیت پہ پکی کر رکھی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا دل احکام الٰہی کی

طرف راغب نہیں ہوتا۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ ان کے متعلق قرآن مجید کی آخری دو سورتوں میں تشریح موجود ہے۔

ارشاد نبوی

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ

ترجمہ۔ رمضان کا مہینہ ہے اول عشرہ اس کا رحمت ہے۔ اور درمیانہ مغفرت اور اس کا آخری ہفتہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

گویا کہ یہ ماہ حکیم مطلق نے معصیت کی بیماریوں میں مبتلا ہونے والے بندوں کے لئے علاج تجویز فرمایا ہے۔

ارشاد نبوی۔ يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِيْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ (حدیث)

ترجمہ۔ فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشش کی جاتی ہے۔ آپ کی اُمت کے لئے ماہ رمضان کی آخری شب میں عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کیا وہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والے کو جب وہ کام کر چکتا ہے۔ تو ضرور اس کو پوری مزدوری دی جاتی ہے۔

اُمّتِہٖ میں (ہٖ) زیادہ کرکے حضور اکرمؐ نے اس بات کی خوشخبری دی کہ اس رحمت عامہ کے مستحق وہی لوگ ہیں۔ جو اس فریضہ کو نہایت پابندی اور سنت کے مطابق ادا کریں۔ جیسا کہ جواب میں تصریح موجود ہے۔

ایک فیصلہ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان بدکلامی ہوئی۔ مسلمان نے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ساری دنیا کے لوگوں پر مبعوث فرمایا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو ساری دنیا کے لئے برگزیدہ فرمایا (یعنی دونوں میں سے ہر شخص اپنے نبی کی برگزیدگی کو درست و صحیح کہتا تھا) مسلمان کو اس پر غصہ آ گیا اور اس نے یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا یہودی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا۔ اور اس سے واقعہ پوچھا اُس نے حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فریقین کے بیانات سن کر) فرمایا۔ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر قرار نہ دو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن (صور پھونکنے پر) لوگ بیہوش ہوکر گر پڑیں گے اور ان کے ساتھ میں بھی بیہوش ہوکر گر پڑوں گا۔ پھر سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جس کو ہوش آئے گا۔ میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بے ہوش ہو کر گرے تھے اور مجھ سے پہلے ان کو ہوش آ گیا تھا یا خداوند تعالےٰ نے ان کو بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کوہ طور پر بیہوش ہو کر گر پڑنا آج کے دن حساب میں شمار ہو گیا (اور وہ بیہوش ہو کر نہیں گرے) یا بیہوش ہو کر گرے تھے لیکن مجھ سے پہلے ان کو ہوش آ گیا تھا پھر آپ نے فرمایا میں یہ بھی *

بقیہ ایک فیصلہ

نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متیٰ سے افضل ہے۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ انبیاء میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دو۔ (بخاری و مسلم) اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ خدا کے انبیاء کے درمیان کسی

بقیہ ہمارا صفحہ (بچوں کا صفحہ)

صہ ۱۹ سے آگے

اتنے روزے رکھ لیں جتنے چھوٹ گئے ہوں۔

عورتیں جب تک پاک نہ ہوں روزے نہ رکھیں جو روزے چھوٹ جائیں ان کی گنتی سال بھر کے دوسرے دنوں میں پوری کریں۔

کمزور، بڈھے یا ایسے لوگ جو ہمیشہ بیمار رہتے ہوں۔ اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو ان کے اوپر قضا نہیں ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دینا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی سکت ہو۔

نفلی روزے

ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے روزوں کے علاوہ اور بھی بہت سے روزے رکھتے تھے جو فرض نہیں ہیں مگر ان کے رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ ان میں سے شوال کے مہینے کے چھ روزے ہیں۔ اور عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ جس دن کہ حج ہوتا ہے اور عاشورہ یعنی محرم کا روزہ

بقیہ احکام رمضان المبارک

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔ (یعنی میں رمضان کے کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں) کہنا لیا جائے تو بہتر ہے۔

۳۔ رمضان کے روزہ کی نیت رات ہی سے کر لینا بہتر ہے۔ البتہ اگر رات کو نیت نہ کی گئی ہو تو زوال سے ۱½ گھنٹہ قبل بھی کی جا سکتی ہے۔

۴۔ رمضان المبارک، نذر معین اور نفلی روزوں کی نیت اگر زوال سے ۱½ گھنٹہ قبل بھی کر لی جائے تو جائز ہے۔

بچوں کا صفحہ

روزہ

صبح صادق یعنی فجر کی پو پھٹنے سے سورج ڈوبنے تک کھانے پینے سے رُکے رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔

سنہ ۲ھ میں رمضان شریف کے مہینے کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض کیا گیا جو بالغ، عاقل روزہ رکھنے کے قابل ہو پورے رمضان کے روزے رکھے اگر ایک روزہ بھی قصداً توڑے گا تو کفارہ لازم آئے گا یعنی اس کے بدلے میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

روزے کے فائدے

۱۔ روزہ دار سے اللہ راضی ہوتا ہے اور آخرت میں اس کو جنّت دیتا ہے۔

۲۔ روزہ رکھنے سے دل میں نور اور اللہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے۔

۳۔ روزہ رکھنے سے بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے اور آدمی کو طبیعت پر قابو ہو جاتا ہے۔

۴۔ روزہ میں آدمی حلال چیزوں سے پرہیز کرنا سیکھ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے حرام چیزوں سے پرہیز آسان ہو جاتی ہے۔

۵۔ روزے سے تندرستی بڑھتی ہے اور بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

۶۔ روزہ کی بھوک پیاس سے دولتمندوں کو فقیروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ ان کی مدد کرنے لگتے ہیں۔

روزہ رکھنے والے کو صبح صادق سے پہلے سحری کھانا اور دن ڈوبتے ہی افطار کرنا سنّت ہے۔

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

قصداً کھانے، پینے یا قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا یا خود بخود قے آ گئی تو نہیں ٹوٹتا۔

روزے سے مسواک کرنا، تیل، خوشبو یا سرمہ لگانا، گرمی کی وجہ سے سر، سینہ یا پاؤں پر پانی گرانا، نہانا، کھانے کا نمک چکھنا، اس طرح کہ نیچے نہ اترنے پائے جائز ہے۔

روزہ کی قضا

جو لوگ رمضان میں بیمار یا سفر میں ہوں ان کو اختیار ہے کہ روزے نہ رکھیں۔ جب اچھے ہو جائیں یا سفر ختم کر چکیں تو دوسرے رمضان تک سال بھر میں جب چاہیں

(باقی صفحہ ۱ پر)

ماہِ رمضان

پھر سے روزوں کا مہینہ آ گیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا
تذکرے گھر گھر ہوں اچھے کام کے
ورنہ تم سب ہو مسلماں نام کے
اس مہینے کی نرالی شان ہے
یہ حبیبِ پاک کا فرمان ہے
الغرض رمضان کی عظمت سرور
جاننے کی کیجئے کوشش ضرور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبیداللہ انور

نقشہ اوقات سحری وافطاری رمضان المبارک

۱۹۶۲ عیسوی / ۱۳۸۱ ہجری

برائے: شہر لاہور ومضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
بدھ	۷ فروری	یکم رمضان	۲۹	۵	۴۳	۵
جمعرات	۸ ″	۲ ″	۲۹	۵	۴۴	۵
جمعہ	۹ ″	۳ ″	۲۸	۵	۴۵	۵
ہفتہ	۱۰ ″	۴ ″	۲۷	۵	۴۶	۵
اتوار	۱۱ ″	۵ ″	۲۶	۵	۴۷	۵
پیر	۱۲ ″	۶ ″	۲۶	۵	۴۷	۵
منگل	۱۳ ″	۷ ″	۲۵	۵	۴۸	۵
بدھ	۱۴ ″	۸ ″	۲۴	۵	۴۹	۵
جمعرات	۱۵ ″	۹ ″	۲۳	۵	۵۰	۵
جمعہ	۱۶ ″	۱۰ ″	۲۲	۵	۵۱	۵
ہفتہ	۱۷ ″	۱۱ ″	۲۱	۵	۵۲	۵
اتوار	۱۸ ″	۱۲ ″	۲۰	۵	۵۲	۵
پیر	۱۹ ″	۱۳ ″	۱۹	۵	۵۳	۵
منگل	۲۰ ″	۱۴ ″	۱۸	۵	۵۴	۵
بدھ	۲۱ ″	۱۵ ″	۱۷	۵	۵۵	۵
جمعرات	۲۲ ″	۱۶ ″	۱۶	۵	۵۶	۵
جمعہ	۲۳ ″	۱۷ ″	۱۵	۵	۵۶	۵
ہفتہ	۲۴ ″	۱۸ ″	۱۵	۵	۵۷	۵
اتوار	۲۵ ″	۱۹ ″	۱۴	۵	۵۸	۵
پیر	۲۶ ″	۲۰ ″	۱۳	۵	۵۹	۵
منگل	۲۷ ″	۲۱ ″	۱۲	۵	۰	۶
بدھ	۲۸ ″	۲۲ ″	۱۱	۵	۰	۶
جمعرات	یکم مارچ	۲۳ ″	۱۰	۵	۱	۶
جمعہ	۲ ″	۲۴ ″	۹	۵	۲	۶
ہفتہ	۳ ″	۲۵ ″	۷	۵	۲	۶
اتوار	۴ ″	۲۶ ″	۶	۵	۳	۶
پیر	۵ ″	۲۷ ″	۴	۵	۴	۶
منگل	۶ ″	۲۸ ″	۳	۵	۵	۶
بدھ	۷ ″	۲۹	۲	۵	۵	۶
جمعرات	۸ ″	۳۰	۱	۵	۶	۶

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری منٹ	اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
جمعہ	۹ مارچ	یکم شوال	عید الفطر			
ہفتہ	۱۰ ″	۲ ″	۵۹	۴	۷	۶
اتوار	۱۱ ″	۳ ″	۵۸	۴	۸	۶
پیر	۱۲ ″	۴ ″	۵۷	۴	۸	۶
منگل	۱۳ ″	۵ ″	۵۶	۴	۱۰	۶
بدھ	۱۴ ″	۶ ″	۵۴	۴	۱۱	۶
جمعرات	۱۵ ″	۷ ″	۵۳	۴	۱۱	۶

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+۸ منٹ	+۱۳ منٹ	خوشاب	+۷ منٹ	+۸ منٹ
بنوں	+۱۳ ″	+۱۷ ″	سرگودھا	+۸ ″	+۸ ″
پاراچنار	+۱۴ ″	+۲۳ ″	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+۱۴ ″	+۱۳ ″
میران شاہ	+۱۵ ″	+۲۰ ″	ڈیرہ غازیخاں	+۱۵ ″	+۱۳ ″
کوہاٹ	+۹ ″	+۱۵ ″	لائل پور	+۵ ″	+۵ ″
کیمبل پور	+۵ ″	+۱۰ ″	ملتان	+۱۲ ″	+۱۰ ″
میانوالی	+۱۰ ″	+۱۲ ″	منٹگمری	+۵ ″	+۵ ″
مری	+۱ ″	+۱۱ ″	بہاولپور	+۱۱ ″	+۹ ″
راولپنڈی	+۲ ″	+۸ ″	بہاولنگر	+۵ ″	+۳ ″
جہلم	+۱ ″	+۴ ″	رحیم یار خاں	+۱۸ ″	+۱۵ ″
سیالکوٹ	-۲ ″	-۱ ″	خان پور	+۱۷ ″	+۱۴ ″
جھنگ	+۵ ″	+۸ ″	شیخوپورہ	+۱ ″	+۱ ″
گوجرانوالہ	+۱ ″	+۱ ″	گجرات	+۲ ″	+۲ ″
مظفرگڑھ	+۱۰ ″	+۱۰ ″	چترال	+۱۱ ″	+۱۱ ″
کراچی	+۲۷ ″	+۲۷ ″	حیدرآباد سندھ	+۲۳ ″	+۲۳ ″
شکارپور	+۱۵ ″	+۱۵ ″	سکھر	+۱۸ ″	+۱۸ ″

تیار کردہ:
احقر الانام غلام قادر اظہر ہیڈ ڈرافٹسمین - خالد منزل ۲۷۵۶ الف - لائن سبحان خاں، لاہور ۸

(فیروز سنز پرنٹنگ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)